أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ

ق ع

اِبلیس اِزم

— از —

بحر العلوم حضرت مولانا محمد عبد القدیر صاحب صدیقی حسرت رحمۃ اللہ علیہ

(صدر شعبۂ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ)

سلسلہ اشاعت حسرت اکیڈیمی ۱۳

"صدیق گلشن" بیرون دریچہ بوا ہیر۔ حیدرآباد دکن ۲

جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴ھ

تعداد (۵۰۰) بار دوم   قیمت ۱۰ پیسے

ابلیس ازم

دنیا میں شر و فساد و قتل و کشت کا بازار گرم ہے ہر ایک بنی نوع انسان کے برباد کرنے میں کوشاں ہے۔ امن و امان کا لفظ شرمندہ معنی نہیں ہے صنعت و حرفت اور علم و ایجاد سب انسان کے فنا کرنے کے لئے ہیں۔ وہی مہذب و متمدن سمجھا جاتا ہے جو دوسروں کو مارے' جلائے۔ شہروں کو ویران کرے۔ عورتوں بچوں۔ بوڑھوں اور بیماروں پر رحم نہ کھائے سب کو کشتۂ تیغ نیستی کر دے۔ ظہر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس۔ آخر امن و امان کی بھی کوئی صورت ہے؟ اتحاد و محبت کی بھی کوئی شکل ہے؟ کیا تمام قومیں ایک بھی ہو سکتی ہیں؟ کیا یہ اختلاف و عداوت رفع بھی ہو سکتی ہے؟

اس مسئلہ کا حل دریافت کرنے کے لئے پہلے بیخ فساد اور اصل اختلاف کو تلاش کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسا نظریہ ہے؟ کون سا اصول ہے جو اس تباہی کا باعث ہوا ہے سب سے پہلے فساد اور جھگڑے کی ابتداء کس نے کی؟ استاد الملائکہ کو جب آدم علیہ السلام سے علمی امتحان مقابلہ میں شکست ہوئی تو اس نے اپنی اعلیٰ ذات والا ہونے کا دعویٰ کیا۔ انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ یہی تکبر و خود پسندی تمام مفاسد کی ماں ہو گئی۔ اس نے دعویٰ تو توحید کا کیا، مگر خدا پر اعتراض کیا۔ کہ اس نے افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو کیوں خلافت دی؟

گویا کہ خدا کو اتنی بھی تمیز نہ تھی۔ اس کے خیال میں خدا کو کوئی حکم دینے کا حق نہ تھا۔
حکم کرنے میں عقل کو اصل جانتا تھا۔ مگر اس خانۂ عقلش خراب کو خلقتہ من طین تو
نظر آیا مگر نفخت فیہ من روحی نہ سنائی دیا نہ اس کے آثار دکھائی دیئے علم کی
فضیلت اس کے پاس ناقابل توجہ تھی۔ پس اصلی فساد و بیخ شرور خود کو اعلیٰ ذات کا
اور دوسروں کو ادنیٰ ذات کا سمجھنا ہے۔

اس وقت دنیا میں بیسیوں قومیں آباد ہیں۔ مگر ان کی قومیت کا رشتۂ
اتحاد کہیں ہم قبیلہ ہوتا ہے یا ہم وطنی یا ہم زمین ہوتا ہے یا ہم رنگی ہے یا یک زبانی۔
ہر شخص اپنی قوم کو اعلیٰ و برتر سمجھتا ہے۔ اور دوسری قوموں کو ادنیٰ ذلیل جانتا ہے
یورپ و امریکہ میں بعض ہوٹلوں کے دروازے پر لکھا ہوا ہے "اس ہوٹل میں
کتے کے والے اور انڈین کے آنے کی اجازت نہیں"۔ امریکہ میں حبشیوں کی کیسی
تحقیر و تذلیل اور ان پر کیسے مظالم ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان میں اکثر کرسچین ہو چکے
ہیں۔ ان کے ہم مذہب ہیں۔ ابی سینیا پر اٹلی نے کیا کیا ستم ڈھائے۔ اس لئے
کہ وہ سیاہ رنگ تھے۔ ان کی طرح سپید پوست نہ تھے۔ ہندوستان میں لاکھوں
کرسچین ہو گئے ہیں۔ کیا ان میں کوئی یوروپینوں کے گرجے میں جا سکتا ہے؟
ہرگز نہیں۔ کیا دعوت میں شریک ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ طرابلس
پر اٹلی نے حملہ کیا۔ مصر نے طرابلس کی مدد کرنی چاہی مگر ان کو روکا گیا۔ حالانکہ
مصر آزاد تھا۔ کیونکہ اٹلی ہم رنگ تھا۔ اس وقت بھی اس صنعت و حرفت
کے کارخانے کی جو دشمن یورپین قوموں کے پاس ہے، کھولنے کی شائد
اجازت نہ ملے۔ یہ سب ملک و رنگ کی عصبیت ہے۔ نازی۔ فاسلی

کوئی اپنی مفتوحہ رعایا، کو اپنی قومیت میں شریک کر لیتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔
رڈ انڈین فنا تو کئے جا رہے ہیں مگر امریکہ کی قومیت میں ہرگز شریک نہیں
کئے جاتے۔ آرین۔ قوطہ۔ کئی ہزار سال سے ہندوستان میں ہیں۔ مگر یہی آرین
قوطہ غیر ملکی۔ بدیسی۔ نہ روٹی نہ بیٹی۔ یہ بدیسی قومیں ملکیوں کو شودر اور ملیچھ
کہتی ہیں۔ ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کرتی ہیں۔ رسوئی کے پاس سے
کتا گذرے پرواہ نہیں۔ مگر کوئی مسلمان یا اچھوت نہ گذرے۔ نہ پانی لے جانے
والے کو ہاتھ لگائے۔ جاہل بدکار برہمن بھی عالم نیکوکار ملکیوں سے اعلیٰ و
افضل سمجھا جائے گا۔ پھر یہ کس منہ سے اپنے ہندوستانی ہونے کا دعویٰ کرتے
ہیں۔ اونچ ذات والوں کا ظلم ہے کہ نیچ ذات والوں کو مردم شماری میں اپنی
بڑی تعداد دکھانے کے لئے ہندو شمار کرتے ہیں۔ اپنے میں ملاتے ہیں۔ اور
جب سلوک کا، حقوق کا وقت آتا ہے۔ تو پھر وہی شودر۔ وہی ملیچھ۔ وید
پڑھنے کے لئے نیچ ذات والوں کو اجازت نہیں۔ وہ لاکھ نیک بنیں عالم
ہو جائیں۔ مذہبی پیشوا نہیں بن سکتے۔ یہ سب ابلیس ازم کی شاخیں ہیں اور
انا خیر منہ پر مبنی ہیں۔ یہ تعصبات نہ کبھی امن ہونے والے ہیں نہ ہونے
دیں گے۔ جب تک رنگ، زمین وغیرہ کی عصبیت ہے اتحاد و اتفاق کی کوئی
صورت نہیں۔ ملکیوں کے گاڑھے پسینے سے فائدہ اٹھانا، عیش پرستی کرنا پھر
ان کو ذلیل و خوار کرنا۔ ان کو بھوکا مارنا تہذیب ہے۔ تہذیب اصلاح نفس، حسن
سلوک، شفقت علی خلق اللہ کا نام نہیں۔ پرہیزگاری حسن نیت کو تہذیب میں
کوئی حصہ نہیں۔ حالانکہ تہذیب، کلچر خوبی صفات نفسانی و ملکہ روحانی کا نام ہے۔

جس کے آثار، اعمال بدنی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر افسوس آج کل تہذیب نام ہے بندگانِ خدا کو غلام بنانے کا۔ قتل و خون کرنے کا، اپنی قوم کے سوا سب کو غارت کرنے اور لوٹنے کا۔ شراب خواری۔ زنا کاری۔ جوئے بازی کا، صرف دوسری قوموں سے لڑائی کے لئے مذہب کا نام یاد آتا ہے۔ ضرورت پڑے تو انٹی گاڈ والوں کی تائید سے دریغ نہیں۔ اور خدا پرستوں کو تباہ کرنے میں کوتاہی نہیں۔ اصل میں تہذیب جدید بھی مادہ پرستی اور انٹی گاڈ ہی کی ایک قسم ہے۔ ان کا نظریہ ایک ہی ہے۔ کھاؤ پیو۔ دوسروں کو مارو پیٹو۔ قتل و خون کا بازار گرم کرو۔ ان کا ملک و مال لوٹو۔ غارت کرو۔ ان کی آبادی کو گھٹاؤ۔ ان کو جنگ میں کٹاؤ۔ بس اپنے ہی فوائد کو پیش نظر رکھو۔ چاہے دنیا تباہ ہو جائے۔ خلق اللہ برباد ہو جائے۔ رحم بزدلوں کا کام ہے۔ بہادر وہ ہے جو ہزاروں کو فنا کرے۔ ظلم و ستم قوی کے لوازم سے ہے۔ اپنی عزت دوسروں سے کرواؤ۔ ایک قوم کی ذلت ہی ایک قوم کی عزت ہے۔ چند لوگوں کو مارنے پیٹنے، ان سے ان کا مال زبردستی چھین لینے والے کو ڈاکو کہتے ہیں۔ مگر جو شخص ایک شہر، ایک ملک کو ویران و تباہ کرے۔ بم باری کرے۔ ملٹری و سول دونوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرے، وہ فاتح ہے، وہ بڑا مہذب ہے، متمدن ہے۔ خلاصہ یہ کہ آج کل انا خیر منہ کا قدیم نظریہ۔ مدار تہذیب ہے۔ آج کل تہذیب دل کی صفت نہیں۔ مہلک اسلحہ کی صفت ہے۔ اور بعض کے پاس دھوتی، چپل اور پیتل کی لٹیا کی۔ واہ ری تہذیب! ماشاء اللہ رے کلچر! بندگانِ غرض سے دنیا بھری پڑی ہے۔ بندگانِ خدا گوشۂ خموشی و گمنامی میں چھپے ہوئے ہیں۔ الامان

الامان من شر ور ھٰذا الزمان۔ یا حنان۔ یا منان۔ یا رحیم۔ یا رحمٰن۔

جب کسی قوم میں اس کی قابلیت نہیں، کہ روئے زمین کے بنی آدم کو بلا لحاظ رنگ قبیلہ، زمین، زبان اپنی قوم میں شریک کرے۔ کیوں کہ ساری دنیا کی زبان ایک نہیں ہو سکتی۔ نہ کسی ایک ملک میں ساری دنیا کے لوگ آباد ہو سکتے ہیں نہ ایک قبیلے کے بن سکتے ہیں نہ سب ایک رنگ کے ہو سکتے ہیں۔ تو آخر ان کے ایک ہونے کی کیا سبیل؟ سب لوگوں کا خدا ایک ہے۔ اقل درجہ تمام دیوتاؤں کا ایک صدر دیوتا تو متفق علیہ ہے۔ خواہ بطور پریسیڈنٹ کے ہو، خواہ ڈکٹیٹر کے "اللہ اکبر" میں تو کسی کو اختلاف نہیں مختلف دیوتاؤں کے ماننے سے آپس میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ ہر ایک اپنے معبود کی طرفداری کرتا ہے۔ جس کا انجام فساد ہے۔ جنگ ہے۔ آمر و حاکم کے اختلاف سے بھی اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا خدا ایک ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو آمر بننے کا، حکم دینے کا حق نہیں۔ تمام رشتے عصبیتیں توڑ کر خدائی رشتے میں داخل ہو جاؤ پھر امن ہی امن ہے۔ جہاں آمرِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے وہاں اس نے جزئیات میں اجتہاد کرنے کی بھی اجازت دی۔ فَاعْتَبِرُوا یَآاُولِی الْاَبْصَار۔

ان بیسیوں ازموں میں صرف اسلام ہی خدائی ازم ہے۔ اسلام ہی تمام بنی آدم کو اپنی قومیت میں شریک کر لیتا ہے۔ اس میں حریت و مساوات ہے اس میں جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ ہم نے تمہارے بڑے چھوٹے قبائل اسی لئے بنائے کہ باہمی تعارف ہو۔ اس میں ان اکرمکم

عند اللہ اتقٰکم یعنی جو زیادہ پرہیزگار ہے وہی اللہ کے پاس بزرگ تر ہے اسی میں ہے۔ انما المومنون اخوۃ۔ بے شک سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اسلام میں ہے۔ الخلق عیال اللہ احبھم الی اللہ احسنھم لعیالہ۔ خلق خدا عیال خدا ہے۔ خدا کے پاس وہی محبوب ہے جو اس کے عیال سے اچھا رہے۔ اس میں ہے لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ اسی میں ہے المسلمون کالبنیان یشد بعضہ بعضا اس میں ہے التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی عیال اللہ" کسی مسجد میں جا کر دیکھو۔ سید شیخ۔ مغل پٹھان۔ اور گورا سانولا کالا اور عرب۔ ہندوستانی۔ ایرانی۔ افغانی۔ مصری" ترک" روسی کسی کو امتیاز نہیں مسلم کا مایۂ امتیاز وہی علم ہے جو بابا آدم کا مایۂ امتیاز تھا۔ یہاں غلام شہنشاہ بن سکتا ہے۔ ہندوستان کے بادشاہوں میں خاندان غلامان کا گذرنا کس کو معلوم نہیں۔ کافور زخشیدی کا آمر ہونا جو حبشی تھا اور متنبی کا ممدوح تھا کس سے مخفی ہے؟ یہ ترک کون تھے؟ بت پرست تھے۔ مسلمان ہو کر وہ بھی تو اب تک خلیفہ مانے گئے۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ و حضرت عمر فاروقؓ جو نہ بنی ہاشم سے تھے نہ بنی امیہ سے نہ کسی بڑے قبیلہ کی طرف منتسب تھے کس طرح خلافت کے لئے انتخاب کئے گئے۔ اور کس طرح امن و امان سے خلافت کا کام چلایا؟ جب سے ہمارا خاندان اعلیٰ و افضل کا مسئلہ چھڑا مسلمانوں کی بھی تباہی ہونے لگی۔ دوسرے رشتوں کی طرفداری سے خدائی رشتہ ہاتھوں سے نکل گیا اختلاف و تفریق پیدا ہو گئی۔ وفاق گیا نفاق آگیا۔

خیر اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں پر غور کرو۔ ان میں سید و شیخ

بھی ہیں۔ اسلام میں داخل شدہ بھی ہیں۔ سب کی قومیت کیا ہے؟ مسلم۔ اورنگ زیب کے زمانے میں مسلمانوں کی مردم شماری کی گئی تھی تو تین کروڑ مسلمان تھے۔ ان کے بعد ہندوستان میں کب کروڑوں عرب آئے؟ عربستان میں کروڑوں کی آبادی ہی کب ہے؟ مگر اس سال کی مردم شماری میں دس کروڑ سے زائد مسلمان ہیں۔ یہ کون ہیں؟ ہندوستانی ہیں جو داخل قومیت مسلم ہو گئے ہیں۔ سید و شیخ جو عرب کی اولاد ہیں ان کی آبادی ایک کروڑ سے زائد نہیں۔ غور کرو۔ برہمن و چھتری اعلیٰ ذات والوں نے ہزاروں سال کے بعد بھی اپنی قومیت میں دوسروں کو شریک کیا نہ انھوں نے ہندوستانیوں سے شادی بیاہ کیا۔ ہندوستان والوں سے نہ ملنے سے غیر ملکی کے غیر ملکی ہی رہے۔ بدیسی پن ان سے نہ نکلا۔ اور مسلمان دوسروں کو اپنی قومیت یعنی خدائی رشتے میں شریک کرنے، اصلی باشندوں سے شادی بیاہ کرنے سے عربوں کی اولاد میں بھی ہندی خون مل گیا ہے۔ مسلمان بے شک ہندی ہیں۔ اور آرین بت پرست بدیسی ہی رہے۔ ان بدیسیوں کو ہند میں رہنے کا کیا حق ہے؟ وہ اپنے وطن صحرائے گوبی یا وسط ایشیا کو چلے جائیں۔ سرزمین ہند کو اپنے وجود سے ملیچھ نہ بنائیں۔ ملیچھ تمہاری زبان ہے جو دوسروں کو ملیچھ کہتی ہے۔ ملیچھ تمہارا دل ہے جو اپنے بنی نوع کو ملیچھ سمجھتا ہے۔

اے بدیسیو! غریب ہندیوں کی تعداد کو اپنی تعداد میں شریک کرنے کا تم کو کوئی حق نہیں۔ مسلمانوں کے دیکھا دیکھی بعض ادھری سماج دوسروں کو اپنے سماج میں شریک کرنے لگے ہیں۔ مگر انھوں نے فساد برپا کرنے کے سوائے کوئی

کام نہیں کیا۔ ان کے پاس نہ دھرم ہے نہ شاستر۔ اپنی عقل ناقص کے بندے ہیں۔ یہ ادھرمی دھرم شاستر کے احکام کے خلاف مجلس وضع قوانین سے قوانین پاس کراتے ہیں۔ اسناتن دھرم والے دھرمی تو ہیں۔ شاستر تو کہتے ہیں تم ادھرمی ہو۔ تمہارے پاس نہ دین ہے نہ خدائی آئین و قوانین۔ ایک دفعہ چند بے دین اور چند ادھرمیوں نے کم عمری کی شادی کی ممانعت کیلئے مجلس وضع قوانین میں قانون پاس کرنے کی تحریک کی تھی۔ چونکہ حضرت عائشہ رض اور سیتا جی کی شادی قبل بلوغ ہوئی تھی۔ لہذا ادھرمی بے دین ایک زبان ہو گئے۔ مسلمان اور اسناتن دھرمیوں کے اتفاق سے وہ قانون پاس نہ ہوا اور یہ ادھرمی تحریک مسترد کر دی گئی۔ اور یہ مداخلت فی الدین سمجھی گئی۔ خود پرستی کا نظریہ شاہ ظلمات کا ہے نہ کہ خدا پرستوں کا۔ صلح و آشتی ان کا شیوہ نہیں۔ امن پیدا کرنا ان کے مطمح نظر نہیں۔

ہماری اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ صرف اسلام دوسروں کو اپنی قومیت میں داخل کرتا اور ان سے مساوات کا سلوک کرتا ہے۔ اسلام ہی تمام بنی آدم کو ایک کر سکتا ہے ان میں اتحاد و اتفاق پیدا کر سکتا ہے امن و امان پیدا کرنے کی صرف ایک صورت ہے۔ اسلام۔ اسلام۔ اسلام۔

وللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔